محمد اسحاق بھٹی

محاسن موضح قرآن

ایک جائزہ

قرآن مجید اللہ کا وہ آخری بول اور افشردۂ نور ہے، جس کے ترجمے دنیا کی تمام زبانوں میں ہوچکے ہیں اور ہر خطۂ ارض کی بولی میں اس کے حواشی اور تفسیریں موجود ہیں ۔

کہا جاتا ہے کہ فارسی پہلی عجمی زبان ہے جس نے عہدِ صحابہ ہی میں قرآن سے آشنا ہونا شروع کر دیا تھا اور اپنی خدماتِ ترجمہ اس کے سپرد کر دی تھیں ، چنانچہ حضرتِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے باشندگانِ فارس کو کلامِ خداوندی سے روشناس کرانے کے لیے سورہ فاتحہ کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا ۔ (جائزہ تراجم قرآنی ، بحوالہ المبسوط سرخسی جلد اوّل صفحہ ۳۷ ، منقول از محاسنِ موضح قرآن صفحہ ۱۲ حاشیہ)

فارسی میں قرآن مجید کا دوسرا ترجمہ سیّد شریف جرجانی کا ہے جو اپنے دور کے جلیل القدر عالم و مصنف تھے ، انہوں ۸۱۶ ھ کو وفات پائی ۔ اقبال پرنٹنگ پریس دھلی نے کسی زمانے میں جو پانچ ترجموں والا قرآن شائع کیا تھا ، ان میں سب سے اوپر سیّد شریف جرجانی کا ترجمہ دیا گیا ہے جسے شیخ سعدی کا ترجمہ قرار دیا گیا ہے ۔ شیخ سعدی کی طرف اس کا انتساب صحیح نہیں ۔ یہ سیّد شریف جرجانی کا ترجمہ ہے ۔ (مقدمہ البیان صفحہ ۲۹۱ ، مولانا عبدالحق حقانی بحوالہ محاسنِ موضح قرآن صفحہ ۱۳ حاشیہ)

تیسرا ترجمہ جو فارسی میں کیا گیا وہ برصغیر کے مشہور عالم قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی محنتِ شاقہ کا نتیجہ ہے ، جو بحر موّاج کے نام سے مع تفسیر کے معرضِ کتابت میں آیا ۔ قاضی شہاب الدین کا شمار برصغیر کے فحول علما میں ہوتا تھا اور سلطان ابراھیم شرقی کے دربار میں ان کو بے حد

قدرومنزلت حاصل تھی ـ ان کے سن وفات میں اختلاف ہے ـ بعض تذکرہ نگاروں نے ۸۴۰ ھ ، بعض نے ۸۴۲ ھ ، بعض نے ۸۴۸ ھ اور اکثر نے ۲۵ ، رجب ۸۴۹ ھ لکھا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے ـ ان کا مرقد ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر جون پور میں ہے ، جو کسی زمانے میں اصحابِ علم کا مرکز اور اربابِ فضل کا مسکن تھا اور اسی بنا پر " شیراز ہند " کہلاتا تھا ـ

قرآن مجید کا چوتھا فارسی ترجمہ برصغیر کے چوتھے مغل حکمران نورالدین محمد جہانگیر کے حکم سے ہوا ـ اس نے اپنے دور کے ممتاز عالم شیخ محمد بن جلال الدین حسینی گجراتی کو حکم دیا تھا کہ وہ قرآن مجید کا فارسی میں ایسا ترجمہ کریں جو بالکل لفظی ہو ، اس میں کسی قسم کا تصنع اور تکلف نہ ہو اور ترجمے کا کوئی لفظ متن سے زائد نہ ہو اور ایک حرف بھی اپنی طرف سے بڑھایا نہ جائے ـ

جہانگیر ۱۰۱۴ ھ کو تختِ ہند پر متمکن ہوا اور ۱۰۳۶ ھ کو فوت ہوا ـ تقریباً بائیس سال اس نے برصغیر پر حکومت کی ـ سال کا تعین کرنا تومشکل ہے ، لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ ترجمہ جہانگیر کے دوربادشاہت ہی میں ہوا ـ مسلم یونیورسٹی علی‌گڑھ کے ایک پروفیسر برصغیر میں قرآن کے فارسی تراجم و تفاسیرپر ڈاکٹریٹ کر رہے تھے ، اس سلسلے میں ۱۹۸۷ء میں وہ لاہور آئے اورمجھ سے بھی ان کی ملاقات ہوئی ـ ان سےمیں نےاس ترجمےکا ذکر کیا تو انھوں نے بتایا کہ یہ ترجمہ انھوں نے دیکھا تو نہیں البتہ پتا چلا ہے کہ ہندوستان کے صوبہ راجستان کے شہر جےپور میں ایک صاحبِ علم کے ذاتی کتب خانے میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے ـ

فارسی زبان میں قرآن مجید کا پانچواں (اور ہندوستان میں تیسرا)ترجمہ حضرت شاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی کا ہے ـ شاہ صاحب نے اپنے والدِ گرامی ــ شاہ عبدالرحیم ــ کی وفات کے بعد بارہ سال اپنے آبائی مدرسے میں تعلیم و تدریس اور دعوت و ارشاد کی خدمات سرانجام دیں ـ اس کے بعد عازم بیت اللّٰہ ہوئے ، زیارتِ حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا اور وہاں کے علما و مشائخ سے مستفید ہوئے ـ مکہ مکرمہ میں ایک خواب

دیکھا جس میں یہ اشارہ پنہاں تھا کہ ہندوستان میں تمھاری وجہ سے اصلاح احوال کے مواقع پیدا ہونگے ـ علم کی روشنی پھیلے گی اور ہدایتِ اسلامی کی مشعل فروزاں ہوگی ـ

۱۱۴۵ ھ میں وہ ارضِ حجاز سے سرزمینِ ہند میں واپس آئے تو قلب و ذہن میں اصلاح امت کا ایک نیا جوش موجزن تھا ، جس کے نتیجے میں پوری سرگرمی اور مستعدی سے دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ـ ان کے پیش نظر اولین کام قرآن مجید کا فارسی ترجمہ و تفسیر کا تھا ، جو اللہ کی نصرتِ خاص سے ۱۱۵۰ ھ میں تکمیل پاگیا ـ اپنے فارسی ترجمے کو شاہ صاحب نے " فتح الرحمن " کے نام سے موسوم کیا اور فارسی میں اس پر مختصر حواشی تحریر فرمائے ـ

شاہ ولی اللہ دھلوی کے بڑے صاحب زادے شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی تھے جن کی عمر باپ کی وفات کے وقت سترہ برس کی تھی ـ وہ والد کی مسندِ دعوت و تدریس پر بیٹھے اور بڑی محنت اور ہمت سے خدماتِ دینی کا آغاز کیا ـ انھوں نے فارسی زبان میں فتح العزیز کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھنا شروع کی جو لوگوں میں تفسیر عزیزی کے نام سے معروف ہوئی ـ تفسیر فتح العزیز میں دراصل شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے والد گرامی قدر کی تفسیر فتح الرحمن کے اسرار و رموز سے عوام کو آگاہ کرنا چاہتے تھے ـ تفسیر عزیزی جو اس وقت دست یاب ہے ، سوا تین پاروں پر مشتمل ہے ، اور وہ ہے سورۃ فاتحہ سے دوسرے پارے کے ربع تک کی تفسیر اور ،انتیسویں اور تیسویں دو پاروں کی تفسیر ـــ ! یہ تفسیر شاہ عبدالعزیز کی آخری عمر کی تصنیف ہے ، جب کہ ان کی بصارت ختم ہوگئی تھی اور وہ اپنے ایک شاگرد کو بٹھا کر املا کراتے تھے ـ

سیّد عبدالحی حسنی نزہۃ الخواطر (کی جلد سات کے صفحہ ۲۷۳) میں لکھتے ہیں کہ تفسیر عزیزی کئی بڑی بڑی جلدوں میں تھی (وھوفی مجلدات کبار) لیکن ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں ضائع ہو گئی اور پہلی اور آخری صرف دو جلدیں باقی رہ گئیں ـ

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ وہ عجمی زبان جس میں سب سے پہلے پورے قرآنِ مجید کا ترجمہ ہوا ، سندھی زبان ہے،

لیکن جس عجمی زبان کو عہدِ صحابہ میں صرف سورۃ فاتحہ کی ترجمانی کا شرف حاصل ہوا ، وہ فارسی زبان ہے ۔

خاندانِ ولی اللّٰہی کے اصحابِ فضل و کمال نے علوم و معارف کی نشرو اشاعت کے لیے بے حد تگ و تاز کی ۔ شاہ ولی اللہ نے قرآن کا فارسی ترجمہ کیا تو ان کے فرزند ارجمند شاہ عبد القادر نے اس کے اردو ترجمے کی طرف عنانِ توجہ مبذول فرمائی اور اردو کے اولین مترجم ہونے کی سعادت حاصل کی ۔ علاوہ ازیں " موضح قرآن " کے نام سے اردو میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی ۔ یہ تفسیر اگرچہ مختصر ہے ، لیکن اس کے اختصار میں بھی بڑی وسعت اور بڑا پھیلاؤ ہے ۔

اردو اس زمانے میں ہندوستان میں ایک نووارد زبان تھی اور اس کے قواعد اور گرائمر وغیرہ معرض وجود میں نہیں آئے تھے ، ان حالات میں قرآن مجید کے ترجمے کے لیے اس زبان کا انتخاب کرنا بہت بڑا علمی چیلنج تھا ، اور شاہ عبد القادر صاحب نے یہ چیلنج قبول کیا اور قرآن مجید کا نہایت شاندار اردو زبان میں ترجمہ کیا ۔ یہ ترجمہ انہوں نے ۱۲۰۵ ھ (۱۷۹۰ء) میں مکمل کیا ، جس پر آج قمری حساب سے دوسوپانچ سال کا اور شمسی حساب سے دوسوسال کا عرصہ گزر چکا ہے ، مگر یہ ترجمہ اہلِ علم میں آج بھی متداول و مقبول ہے ۔

اس ترجمے اور تفسیر کے سلسلے میں اب سے بارہ سال پہلے ۱۹۷۷ء میں ہندوستان کے ممتاز و نامور عالم مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی نے " محاسن موضح قرآن " کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف کی ، جس پر شاہ صاحب کی اس عظیم الشان خدمت پر جامعیت سے تبصرہ کیا گیا ہے ۔ اس میں تاریخی تحقیق، تفسیری لطائف و محاسن ، دو سو سال پہلے کے قدیم اردو الفاظ کی تشریح اور شاہ صاحب کے پُرحکمت تفسیری فوائد بیان کیے گئے ہیں ۔ مجموعی اعتبار سے یہ کتاب بڑے سائز کے پانچ سوصفحات پر محیط ہے اور " ادارہ رحمت عالم ، شیخ چاند سٹریٹ ، لال کنواں ، دہلی " کی طرف سے شائع ہوئی ہے ۔

مولانا اخلاق حسین قاسمی بہت بڑے عالم اور مفسر قرآن ہیں ۔ ان کی تعلیم و تربیت کی منزلیں عمدہ ماحول اور بہترین

حالات میں طے ہوئیں اور جیّد علمائے کرام سے استفسادے کے مواقع میسر آئے ۔ قرآن مجید سے انھیں خاص طور قلبی شغف اور تعلق خاطر ہے ۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے دوران مولانا شبیر احمد عثمانی کے درسِ قرآن میں بالالتزام شامل ہوتے اور کسبِ فیض کرتے رہے ۔ دارالعلوم کے مروجہ نصابِ تعلیم سے فراغت کے بعد لاہور آکر مولانا احمد علی صاحب سے استفادہ کیا اور ان کی خدمت میں رہ کر تفسیری نکات سمجھے ۔ دھلی میں مولانا احمد سعید دھلوی سے ترجمہ و تفسیر میں مستفید ہونے کا موقع ملا ۔ ان کے علاوہ ان کو اللّٰہ نے متعدد حضرات سے قرآن مجید کے اہم اور مشکل مقامات کو حیطۂ فہم میں لانے کی توفیق سے نوازا ۔

دیو بند سے ایک کتاب " جائزہ تراجم قرآنی " شائع ہوئی ہے ۔ اس میں شاہ رفیع الدین صاحب کی تفسیر رفیعی کا ذکر بھی کیاگیا ہے،جو ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۵ء) میں طبع ہوئی تھی ۔ اس کے دیباچے کی ایک عبارت)جو " جائزۂ تراجم قرآنی " میں نقل کی گئی ہے ") کے حوالے سے مولانا اخلاق حسین قاسمی نے حضرت شاہ رفیع الدین دھلوی کے ترجمہ قرآن کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے ، اس کا پہلی دفعہ ہمیں علم ہوا ۔ مولانا قاسمی لکھتے ہیں :

> " اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کا تحریر کردہ نہیں ہے ، بلکہ ان کے شاگرد سیّد نجف علی نے اپنے محترم استاد شاہ رفیع الدین صاحب سے خواہش کی کہ آپ مجھے قرآن کریم کا لفظی ترجمہ پڑھادیں ، آپ نے قبول کر لیا ۔
>
> پھر انھوں نے شاہ صاحب سے سبقاً سبقاً بالکل لفظی ترجمہ پڑھا اور اسے قلم بند کرتے رہے ۔ اس طرح جب وہ ترجمہ مکمل ہو گیا تو اسے سیّد (نجف علی) صاحب نے شائع کر دیا ۔ "

(محاسنِ موضح قرآن صفحہ ۱۵ ۔ بحوالہ جائزۂ تراجم قرآنی صفحہ ۲۳)

جیسے شاہ عبدالعزیز کی فارسی تفسیر کا نام تفسیر عزیزی مشہورھےاور شاہ عبدالقادر کی اردو تفسیرکو موضح قرآن کہا جاتا ھے ، اسی طرح شاہ رفیع الدین صاحب کی تفسیر کو تفسیر رفیعی کے نام سے موسوم کیا گیا ھے ۔ شاہ رفیع الدین عمر میں شاہ عبدالقادر سے بڑے تھے ، لیکن اردو ترجمہ وتفسیر کے سلسلے میں شاہ عبدالقادر کو شاہ رفیع الدین پر تقدم و اولیت حاصل ھے ۔ تفسیر رفیعی کے بارے میں مولانا قاسمی رقم طراز ھیں ۔

مؤلف جائزۂ تراجم قرآنی نے جس تفسیر رفیعی کا ذکر کیا ھے ، وہ تفسیر راقم نے مدرسۃ خادم الاسلام ہاپوڑ کے کتب خانے میں دیکھی ۔ یہ تفسیر ۲۲۴صفحات پر مشتمل ھے ۔ اسی تفسیر کے شروع میں عبدالرزاق صاحب نے شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمے کا تذکرہ کرکے لکھا ھے:"اسی صورت سے تفسیر سورہ بقرہ بطور فائدوں کے تمام و کمال مفصل شرح لکھی تھی اور موسوم بہ تفسیر رفیعی کیا ، اس واسطے کہ نام مبارک ان کا بھی رفیع الدین ھے ۔ "

(محاسنِ موضح قرآن صفحہ ۱۵)

تفسیر رفیعی ۱۲۷۲ ھ کو سیٹھ عبدالرزاق کے زیر اھتمام مطبع نقشبندی میں طبع ھوئی ۔ لیکن مقامِ طباعت کا ذکر نہیں ھے ۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے ۱۲۰۵ ھ میں موضح قرآن مکمل کی اوریہی اس کا تاریخی نام ھے۔ ھندوستان میں یہ مغل حکمران شاہ عالم کا عہد تھا۔ شاہ عالم نے ۱۱۷۳ ھ سے ۱۲۲۱ ھ (۱۸۵۹ سے ۱۸۰۶ء) تک حکومت کی ۔ ھندوستان میں یہ اور اس کے بعد کا دور اردو تراجمِ قرآن کا دور ھے ، اس دور میں متعدد اھلِ علم نے اس طرف عنانِ توجہ مبذول فرمائی اور یہ اھم خدمت سرانجام دی ۔ اردو کے قدیم تراجم پر بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق نے ایک جامع تبصرہ شائع کیاھےاور دیوبند سے اس ضمن میں " جائزہ تراجم قرآنی " کے نام سے ایک کتاب معرضِ اشاعت میں آچکی ھے ۔ ڈاکٹر عبدالحق نے عہدِ شاہ عالم کے جن

اردو تراجم قرآن کا ذکر کیا ہے ، مولانا اخلاق حسین قاسمی نے محاسن موضح قرآن کے صفحہ ۲۸ پر ان کی ایک فہرست دی ہے جو یقیناً ہمارے قارئین کی معلومات میں اضافے کا موجب ہوگی ۔

۱ ۔ ترجمہ حکیم محمد شریف خاں دہلوی (وفات ۱۲۲۲ھ ۱۸۰۷ء) یہ ترجمہ مکمل ہوچکا تھا ، مگر طبع نہیں ہوسکا ۔

۲ ۔ تفسیر حقانی از مولانا عبدالحق حقانی مارہروی (وفات ۱۲۰٦ ھ — ۱۷۹۱ء)

۳ ۔ توضیح مجید از سیّد علی مجتہد لکھنوی (وفات ۱۲۵۳ ھ — ۱۸۳۹ء) یہ ترجمہ والئ اودھ امجد علی شاہ کے عہد میں ہوا ۔

۴ ۔ چراغ ابدی — یہ تیسویں پارے(پارہ عم یتساءلون) کا ترجمہ ہے جو عزیز اللّٰہ ہمرنگ اورنگ آبادی (وفات ۱۲۲۱ ھ) نے کیا ۔

۵ ۔ تفسیر مرادیہ — مختصر تفسیر تیسواں پارہ از شاہ مراداللّٰہ انصاری سنبھلی۔یہ تفسیر محرم ۱۱۸۵ ھ (۱۷۷۱ء) کو مکمل ہوئی ۔

٦ ۔ شاہ عالم کے عہد میں قرآن مجید کا ایک اردو ترجمہ فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی سرپرستی میں کیا گیا ۔ ڈاکٹر جان گل کرسٹ نے فورٹ ولیم کالج میں ایک دارالترجمہ قائم کیا تھا اور علما کی ایک جماعت اس خدمت کی انجام دہی پر مامور تھی ۔ یہ ترجمہ ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۴ء) میں ایک ہی سال میں مکمل ہو گیا تھا ، لیکن چھپ نہیں سکا ، اس لیے کہ اس زمانے میں اردو ٹائپ پریس ابتدائی مراحل میں تھا اور قرآن مجید جیسی بڑی کتاب چھاپنے کے قابل نہ تھا ۔ بعدازاں ڈاکٹر جان ولایت چلے گئے اور یہ ترجمہ شائع نہ ہوسکا ۔ اب ہندوستان میں اس کے دو قلمی نسخے موجود ہیں ، ایک ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں اور دوسرا نواب سالار جنگ میوزیم حیدر آباد دکن میں — !

یہ ترجمہ پانچ علما کے بورڈ سے کرایا گیا تھا ، جن کا تعلق فورٹ ولیم کالج کے دارالترجمہ سے تھا ، اور وہ تھے

مولوی امانت اللہ ، میر بہادر علی حسینی ، مولوی فضل علی، حافظ غوث علی اور کاظم علی ـــــ !

قرآن مجید کا یہ اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمے کی تکمیل (۱۲۰۵ ھ) کے چودہ سال بعد شروع ہوا جو پانچ علمائے کرام کے بورڈ نے ایک سال میں مکمل کیا ، جب کہ شاہ عبدالقادر نے اس سے چودہ سال پیشتر تنِ تنہا یہ بہت بڑی خدمت سرانجام دے دی تھی ـ مولاناقاسمی لکھتے ہیں ـ

> یہ جماعت علماء مل کربھی صرف زبان و بیان کی وہ لطافت پیدا نہ کرسکی جو اس اکیلے درویش صفت انسان نے اپنے ترجمے میں پیدا کر دی ـ
> (محاسنِ موضح قرآن صفحہ ۳۰)

مولانا قاسمی نے " محاسنِ موضح قرآن " کی تصنیف میں بڑی محنت کی ہے ـ اردو کے تمام تراجمِقرآن ان کے سامنے ہیں ـ انھوں نے بے شمار مقامات پر شاہ صاحب کے ترجمے سے ان ترجموں کا موازنہ کیا ہے اور زبان و انداز میں جو فرق ہے اس کی وضاحت کی ہے ـ جس ترجمے میں جو لطائف اور نکات انھیں نظر آئے اور تفسیر و تشریح کی جن خوبیوں نے ان کو متاثر کیا ، اس کی کمال فراخ دلی سے نشان دھی کی ہے ـ اس طرح اس ایک کتاب کے مطالعہ سے تقریباً تمام اردو تراجمِقرآن کے اہم مقامات نظر و بصر کے زاویوں میں آجاتے ہیں ـ

مولانا قاسمی نے اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ شاہ صاحب نے ترجمے میں کن کن مقامات پر دلّی کے قدیم محاورے استعمال کیے ہیں اور بالکل صحیح مقام پر کیے ہیں ـ

شاہ صاحب کی زبان دو سو سال پرانی ہے اور اس دور کی ہے ، جب اردو اپنی زندگی کی ابتدائی منزل میں تھی اور اس کے قواعد و اصول وضع نہیں ہوئے تھے لیکن ان کے ترجمہ و تفسیر کے اسلوب سے پتا چلتا ہے کہ وہ زبان کی نزاکتوں اور باریکیوں سے اچھی طرح باخبر تھے اور اس کا پورا خیال رکھتے تھے ـ

پاکستان میں یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں ذوالنورین اکادمی بھیرہ ضلع سرگودھا نے شائع کی ہے ، جو مکتبہ رحمانیہ اردو بازار

لاهور سے مل سکتی ہے ۔ کتاب ۸۸۸ صفحات پر مشتمل ہے ، جلد ، کاغذ اور طباعت عمدہ ہے !

لاہور کی طباعت میں چند چیزیں زائد ہیں ۔ ایک دیوبندی مکتبِ فکر کے فاضل مولانا سعید الرحمن علوی کا مقدمہ ہے، جس میں مولانا اخلاق قاسمی کا تعارف کرایا گیا ہے اور بعض دیگر اہم باتیں بیان کی گئی ہیں ۔ دوسرے اکابر علماوفضلا کے وہ تاثرات و آرا ہیں جن کا اظہار انہوں نے محاسنِ موضح قرآن کے چھپ جانے کے بعد کیا ۔ ان اصحابِ فضل اور اربابِ علم حضرات میں مولانا محمد ذکریا سہارن پوری ، مولانا قاری محمد طیب ، مولانا ازہر شاہ قیصر ، مولانا شاہ ابوالحسن زیدمجددی دہلوی ، مولانا سعید احمد اکبر آبادی ، مولانا محمد تقی امینی علی گڑھ ، مولانا عبدالماجد دریابادی ، مولانا حفیظ الرحمن واصف خلف اکبر مولانا مفتی کفایت اللہ ،مولانا فتح محمد پانی پتی ، مولانا عبدالسلام قدوائی اور مولانا محمد یوسف کے اسمائے گرامی شامل ہیں ۔